

## مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

### مذہب اہل السنۃ والجماعت:

وَيُكْرَهُ تَكَرُّرُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدٍ مَحَلَّةٍ لَّا فِي مَسْجِدٍ طَرِيقٍ أَوْ مَسْجِدٍ لَّا إِمَامٌ لَهُ وَلَا مُؤَدِّنٌ.

(الدر المختار مع رد المحتار: ج 2 ص 342)

ترجمہ: مسجد محلہ میں اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت مکروہ (تحریمی) ہے، البتہ مسجد طریق یا ایسی مسجد جس کا امام و مؤذن مقرر نہ ہو اس میں دوسری جماعت جائز ہے۔  
أَيُّ تَحْرِيمًا لِقَوْلِ الْكَافِي لَا يَجُوزُ وَالْمَجْمَعُ لَا يُبَاحُ وَشَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إِنَّهُ بِدْعَةٌ كَمَا فِي رِسَالَةِ السَّنْدِيِّ.

(رد المحتار: ج 2 ص 342)

جس مسجد کا امام اور مقتدی متعین ہوں وہاں جب ایک مرتبہ اذان و اقامت سے جماعت ہو جائے تو پھر اس مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر مسجد طریق ہو تو اس میں دوبارہ جماعت کروانے کی گنجائش ہے۔

علامہ جمال الدین زبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ونقل عن أبي حنيفة رحمه الله انه قال لا يجوز اعادة في مسجد له امام راتب. (نصب الراية: ج 2 ص 857 کتاب الصلوة باب الامامة)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ جس مسجد کا امام متعین ہو اس مسجد میں دوبارہ نماز ناجائز ہے۔

### مذہب غیر مقلدین:

جماعتِ ثانیہ بلکہ ثالثہ و رابعہ بھی جائز ہے تکرار جماعت فی (ایک ہی مسجد میں) مسجد واحد حدیث صحیح سے ثابت ہے اور کراہت بھی اسکی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔  
(فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 635، فتاویٰ علماء حدیث ج 3 ص 50)

## دلائل اہل السنۃ والجماعت

### دلیل نمبر 1:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لقد هممت ان امر بحطب یحطب ثم امر بالصلوة فیؤذن لها ثم امر رجلا فیا م الناس ثم اختلف الی رجال فاخرق علیہم بیوتہم.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 89 باب وجوب الصلوة الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم دوں وہ نماز کے لیے اذان کہے پھر کسی اور کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں ان لوگوں کی طرف (جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں) جاؤں پس ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر اتنی سختی کا اظہار نہ فرماتے۔

### دلیل نمبر 2:

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل من نواحی المدینۃ یرید الصلوة فوجد الناس قد صلوا فمال الی منزلہ فجمع الیہ فصلی بہم. (المعجم الاوسط للطبرانی: ج 3 ص 3)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب ایک جگہ سے تشریف لائے اور آپ کا زادہ نماز پڑھنے کا تھا آپ نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے نماز پڑھائی۔

اگر بلاکراہت نماز جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی فضیلت حاصل کرتے۔

### اعتراض:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم مدلس ہے۔ لہذا اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے۔

### جواب نمبر 1:

امام طبرانی رحمۃ اللہ نے معجم اوسط میں مذکورہ حدیث دو طریق سے نقل کی ہے اور دونوں میں ولید بن مسلم کی تحدیث اور سماع کی صراحت موجود ہے دونوں طریق ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبدان بن احمد قال حدثنا هشام بن خالد دمشقي قال حدثنا الوليد بن مسلم طريق نمبر 1: قال اخبرني ابو مطيع معاوية بن يحيى عن خالد الحذاء عن عبد الرحمن بن ابي بكر. (المعجم الاوسط للطبراني ج 3 ص 284 من اسم عبدان رقم الحديث 4601)  
حدثنا محمد بن هارون قال حدثنا هشام بن خالد الارزق قال حدثنا الوليد بن مسلم قال طريق نمبر 2: حدثنا معاوية بن يحيى عن خالد بن الحذاء عن عبد الرحمن بن ابي بكر الخ. (المعجم الاوسط للطبراني ج 5 ص 132 من اسم محمد رقم الحديث 6820)

### جواب نمبر 2:

اس روایت کے راویوں کی علامہ ہیثمی نے توثیق کی ہے اور خود غیر مقلدین کے مشہور عالم ناصر الدین البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔  
قال الهيثمى رواه الطبرانى فى الكبير والوسط ورجاله ثقاة. (مجمع الزوائد ج 2 ص 173 باب فيمن جاء الى المسجد فوجد الناس قد صلوا)  
قال الالبانى قلت وهو حسن. (تمام المنة فى التعليق على فقه السنه ص 155)

### دلیل نمبر 3:

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم من توجها فاحسن وضوءه ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاه الله عزوجل مثل اجر من صلاها ووضوءها لا ينقص ذلك من اجرها شيئا. (سنن ابى داؤد: ج 1 ص 90)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس آدمی نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد کی طرف آیا دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ عزوجل اس کو بھی اتنا اجر عطاء فرمائیں گے جتنا نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اس نماز پڑھنے والے کے اجر میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔

### دلیل نمبر 4:

عن ابراهيم النخعي قال قال عمر لا يصلى بعد صلوة مثلها؟ (مصنف ابن ابى شيبه: ج 4 ص 293 باب من كره ان يصلى بعد الصلاة مثلها رقم الحديث 6050)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں تشریح حدیث:

لا يصلى بعد صلوة مثلها.

ایک نماز کے بعد اس جیسی دوسری نماز نہ پڑھی جائے۔

اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں ورنہ اس سے لازم آئے گا کہ فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد دو فرض نہ پڑھیں جائیں کیونکہ بعد والی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں جیسی ہیں، اسی طرح

ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر چار فرض نہ پڑھے جائیں کیونکہ وہ بھی سنتوں جیسی ہیں اسی طرح عصر کی چار سنتیں پڑھ کر عصر کے چار فرض نہ پڑھے جائیں وہ بھی تو پہلی چار رکعتوں کی طرح ہیں، اس لئے اس حدیث کے یہ معنی لینا زیادہ بہتر ہے کہ جب ایک مرتبہ جماعت ہو جائے تو دوسری جماعت نہ کروائی جائے۔

: تصریحات فقہاء کرام

**1: نمبر:** علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابر ترمذی (م 786ھ) تحریر فرماتے ہیں  
من مشائخنا من قال المراد به الزجر عن تكرار الجماعات في المساجد وهو حسن. (العناية شرح الهداية: ج 1 ص 400)

ترجمہ: ہمارے بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے اور یہی معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔

**2: نمبر:** علامہ براء الدین عینی رحمہ اللہ (م 855ھ) فرماتے ہیں  
قليل المراد به الزجر عن تكرار الجماعة في المساجد وقال الشيخ وهو تاويل حسن. (مواالحقائق في شرح كنز الدائق ج 1 ص 47)

ترجمہ: اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے شیخ فرماتے ہیں: یہ اس کی ایک بہترین تاویل ہے۔

**3: نمبر:** علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الهمام (م 861ھ) فرماتے ہیں  
هو محمول على تكرار الجماعة في المسجد على هيئة الاولى او على النهي عن قضاء الفرائض مخافة الخلل في المودى فانه مكروه. (شرح فتح القدير: ج 1 ص 476 فصل في القراءة بعد از باب النوافل) ترجمہ: یہ حدیث محمول ہے مسجد میں پہلی ہیئت کے مطابق دوبارہ جماعت کروانے پر یا فرض نماز کو کسی خلل پڑ جانے کے اندیشے کی وجہ سے لوٹانے سے روکنے پر کیونکہ یہ دونوں مکروہ ہیں۔

**4: نمبر:** حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) فرماتے ہیں  
قلت واقرب تفاسيره حمله على تكرار الجماعة في المسجد. (جامع الآثار ص 37) ترجمہ: میں کہتا ہوں اس کی قریب ترین تفسیر یہ ہے کہ اسے مسجد میں تکرار جماعت پر محمول کیا جائے۔

### **5: دلیل نمبر:**

عن سليمان يعنى مولى ميمونة قال اتيت ابن عمر على البلاط وهم يصلون فقلت الاتصلى معهم؟ قال قد صليت انى سمعت رسول الله عليه وسلم لاتصلوا صلوة فى يوم مرتين. (سنن ابى داؤد ج 1 ص 93 باب اذا صلى فى جماعة ثم امرك جماعة يعيد) ترجمہ: حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کے زار کردہ غلام حضرت سليمان فرماتے ہیں کہ میں (مدینہ طیبہ میں) مقام بلاط میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ آپ نے فرمایا: میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم ایک نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

فقہاء کرام نے اس حدیث کو مسجد میں جماعت ثانیہ کی نہی پر محمول تشریح حدیث: کیا ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جماعت میں شریک نہ ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ ”میں نماز پڑھ چکا ہوں“ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لاتصلوا صلوة فى يوم مرتين.

: اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

**1: نمبر:** آپ نے پہلی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو اور آپ اس شخص کیلئے جس نے ایک مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو دوسری مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں اس لیے جماعت میں شریک نہ ہوئے ہوں۔

**2: نمبر:** یہ جماعت ثانیہ ہو اور آپ جماعت ثانیہ میں شریک ہونے کو مکروہ سمجھتے ہوں

اس لیے آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ ہمارے فقہاء نے اس دوسری صورت کو ترجیح دی

ہے۔

آپ کے فرمان ”میں نماز پڑھ چکا ہوں“ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ آپ نے فرض و حجتاً: نماز تنہا پڑھی تھی اور جو شخص تنہا فرض پڑھ لے تو اس کیلئے جائز اور مستحب یہ ہے کہ وہ جماعت کو پائے تو جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کیلئے جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس لحاظ سے چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جماعت میں شریک ہو جاتے لیکن آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ جماعت ثانیہ ہو رہی تھی جسے آپ صحیح نہیں سمجھتے تھے اس لیے شریک نہ ہوئے۔ نیز اس کی تائید جلیل القدر تابعین بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت سالم رحمہ اللہ کے فتوے سے بھی ہوتی ہے:

عن عبدالرحمن بن المجبر قال دخلت مع سالم بن عبداللہ مسجد الجحفة وقد فرغوا من الصلوة فقالوا الاتجمع الصلوة فقال سالم لا تجمع صلوة واحدة في مسجد واحد مرتين. (المحونة الكبرى ص 181 كتاب الصلوة في المسجد تجمع الصلوة فيه مرتين) ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن مجبر فرماتے ہیں کہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ کے ساتھ مسجد جحفہ گیا، وہاں لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، لوگ کہنے لگے: آپ (دوسری) جماعت کیوں نہیں کروا لیتے؟ حضرت سالم نے فرمایا: ایک مسجد میں ایک نماز کی دو مرتبہ نہیں کروائی جا سکتی۔ قال العلامة العثماني ورجاله كلهم ثقاة (اعلاء السنن ج 4 ص 280 باب كراهية تكرار الجماعة تحقيق السند: في مسجد محلہ )

### دلیل نمبر 6:

عن ابراهيم ان علقمة والاسود اقبلا مع ابن مسعود الى مسجد فاستقبلهم الناس قد صلوا فرجع بهما الى البيت فجعل احدهما عن يمينه والاخر عن شماله ثم صلى بهما. (مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 272 رقم الحديث 3895 باب الرجل يؤم الرجلين)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے لوگوں نے ان کا اس حال میں استقبال کیا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود کو لے کر گھر تشریف لے گئے اور ایک کو دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب کھڑا کیا اور ان دونوں کو نماز پڑھائی۔ غیر مقلدین کے پیشوا ناصر الدین البانی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فلو كانت الجماعة الثانية في المسجد جائزة مطلقا لما جمع ابن مسعود في البيت مع ان الفريضة في المسجد افضل كما هو معلوم ثم وجدت ما يدل على ان هذا الاثر في حكم المرفوع الخ. (تمام المنته في التعليق على فقه السنة ص 155)

کہ اگر جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں مطلقاً جائز ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر میں جماعت نہ کرواتے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ مسجد میں فرض ادا کرنا افضل ہے اور مجھے ایک حدیث ایسی ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ موقوف حدیث حکماً مرفوع ہے۔ قال الالبانی: بسند حسن عن ابراهيم. (تمام المنته ص 155)

### دلیل نمبر 7:

عن الحسن قال كان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم اذا دخلوا المسجد قد صلى فيه صلوا فرادى.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص 55 باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون رقم الحديث 7188)

ترجمہ: امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ جب مسجد میں داخل ہوتے اور اس میں نماز ہو چکی ہوتی تو اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے۔

### دلیل نمبر 8:

عن عبدالرحمن المجبر قال دخلت مع سالم بن عبدالله مسجد الجحفة وفد فرعوامن الصلوة فقالوا الاتجمع الصلوة فقال سالم لا تجمع صلوة واحدة في مسجد واحد مرتين وقال ابن وهب واخبرني رجال من اهل العلم عن ابن شهاب ويحيى بن سعيدوربيعة (ابن ابى عبدالرحمن) والليث مثله. (المدونة الكبرى ص 181 كتاب الصلوة في المسجدتجمعالصلوة فيه مرتين )

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان مجبر کہتے ہیں میں حضرت سالم بن عبدالله کے ساتھ مسجد جحفہ میں داخل ہوا اور لوگ نماز سے فارغ ہوچکے تھے لوگوں نے کہا کیا آپ جماعت نہیں کرا سکتے، تو حضرت سالم نے فرمایا ایک نماز کی ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت نہیں ہو سکتی، اور ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے اہل علم نے ابن شہاب اور یحییٰ بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمان اور لیث سے اسی طرح خبر دی ہے۔

قال العلامة العثماني: ورجاله كلهم ثقات. (اعلاء السنن ج 4 ص 280 باب كراهية تحقيق السنن: تكرار الجماعة في مسجد محلہ )

### دلیل نمبر 9:

قال الامام البخارى وكان الاسود اذا فاتت الجماعة ذهب الى مسجداخر . (صحيح البخارى ج 1 ص 89)

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسود سے جب جماعت فوت ہو جاتی تو دوسری مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

غیر مقلدین کے مستند علماء کے نزدیک جماعت ثانیہ جائز نہیں

### نمبر 1:

:غیر مقلدین کے مقتدر علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں

وبالجملة فالجمهور على كراهية اعادة الجماعة في المسجد بالشرط السابق وهو الحق ولا يعارض هذا الحديث المشهور الا رجل يتصدق على هذا فيصلى معه. (تمام المنته في التعليق على فقه السنن ص 157)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمهور (فقہاء کرام اور دیگر ائمہ عظام) شرط سابق کے ساتھ (کہ مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہو) مسجد محلہ میں دوبارہ جماعت کرانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور یہی بات حق بھی ہے اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

### نمبر 2:

:غیر مقلد عالم علامہ احمد شاہ کراچی تحریر فرماتے ہیں

والذى ذهب اليه الشافعي من المعنى فى هذا الباب صحيح جليل ينبئ عن نظر ثاقب، وفهم دقيق وعقل تراكم لروح الاسلام ومقاصده. (شرح ترمذی الجامع الصحيح ج 1 ص 431 ابواب الصلوة) ترجمہ: اس مسئلہ میں جو موقف حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنایا ہے وہ نہایت صحیح اور جلیل القدر ہے جو آپ کے دور رس نگاہ، گہرے فہم اور اسلام کی روح اور اس کے مقاصد کا مشاہدہ کرنے والی عقل کی دلیل ہے۔

### نمبر 3:

غیر مقلد عالم مولانا عبدالجبار سلفی نے تعدد جماعت کی مضرتیں کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا کہ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جائز اور درست نہیں ہے اور یہ مضمون غیر مقلدین کے آرگن ہفت روزہ الاعتصام لاہور جلد 47 شماره نمبر 40 میں شائع ہوچکا ہے (20 اکتوبر 1995ء)

جماعت ثانیہ کی کراہت کی عقلی وجوہ

اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے پہلی جماعت کی پہلی وجہ: تقلیل لازم آئے گی اور پہلی جماعت کی تقلیل عندالشرع ایک مکروہ امر ہے اور ضابطہ ہے کہ



جو چیز امر مکروہ کا سبب بنتی ہے وہ بھی مکروہ ہوتی ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ جو جماعت اولیٰ کی تقلیل کا سبب ہے وہ بھی مکروہ ہوگی۔

اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جماعت ثالثہ اور جماعت دوسری وحہ: رابعہ کی ممانعت کی بھی کوئی دلیل نہ ہوگی اور یوں سلسلہ غیر متناہی حد تک چل پڑے گا اور جماعت کا صرف نام رہ جائے گا اجتماعیت ختم اور انفرادیت پیدا ہو جائے گی جبکہ شریعت میں اجتماعیت مطلوب ہے۔

اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جن نمازوں کے بعد سنن اور نوافل تیسری وحہ: ہیں ان میں مشغول ہونے میں خلل لازم آتا ہے کیونکہ جب جہری نماز میں امام تکبیرات اور قراءت کریگا تو لازمی امر ہے کہ اس سے باقی نماز پڑھنے والے حضرات کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے اور کس کی نماز میں شرعاً عقلاً خلل اندازی اور تشویش پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ کی گنجائش نہیں نکلتی۔

## دلائل غیر مقلدین اور ان کے جوابات

### دلیل نمبر 1:

عن ابی سعید قال قد جاء رجل وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ايكم يتجرع علي هذا فقال رجل وصلى معه.

(ترمذی ج 1 ص 53 فی الجماعة فی مسجد قد صلى فيه)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (مسجد میں) اس وقت آیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کرے گا؟ تو ایک شخص (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

### جواب نمبر 1:

یہ ایک خاص اور جزوی واقعہ ہے اس سے ہر ایک کیلئے جماعت ثانیہ پر استدلال درست نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہ واقعہ اذن عام کی حیثیت رکھتا تو یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس کے مطابق ہوتا حالانکہ صحابہ کرام میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں کہ وہ تکرار جماعت پر کاربند رہے ہوں یہی وجہ ہے کہ اس ایک واقعہ کے علاوہ پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک ایسی مثال نہیں ملتی کہ مسجد نبوی میں دوسری جماعت کی گئی ہو۔

### جواب نمبر 2:

اس واقعہ کا جماعت ثانیہ سے تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ عرف میں جماعت ثانیہ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں امام اور مقتدی دونوں فرض پڑھنے والے ہوں اور مذکورہ واقعہ میں امام مفترض جبکہ مقتدی متنفل ہے۔ چنانچہ اسی بات کی صراحت غیر مقلدین کے پیشوا علامہ ناصر الدین البانی نے بھی کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

ولا يعارض هذا الحديث المشهور الا رجل يتصدق على هذا فيصلى معه وسياتي في الكتاب. (ص 277)

فان غاية ما فيه حض الرسول صلى الله عليه وسلم احد الذين كانوا صلوا معه صلى الله عليه وسلم في الجماعة الاولى ان يصلى وراءه تطوعا فهي صلوة متنفل وراء مفترض وبحثنا انما هو في صلوة مفترض وراء المفترض فاتتهم الجماعة الاولى ولا يجوز قياس هذه على تلك لانه قياس مع الفارق من وجوه. (تمام المنته في التعليق على فقه السنة: ص 157)

ترجمہ: اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے! کیونکہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی جماعت میں شرکت کی تھی ایک شخص کو اس پر ابھرا ہے کہ وہ اس آنے والے کے پیچھے نفل نماز پڑھے۔

پس یہ تو یہ صورت ہوئی کہ ایک نفل نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھنے والے کی افتداء میں نماز پڑھے جبکہ ہمارے بحث تو اس میں ہے کہ ایک فرض نماز پڑھنے والا دوسرے فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ دونوں ایسے ہوں جن سے پہلے جماعت رہ گئی ہو اور اس دوسرے مسئلہ کو پہلے مسئلہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ متعدد وجوہ سے قیاس مع الفارق ہے۔

### جواب نمبر 3:

اس حدیث کے الفاظ ہی جماعت ثانیہ کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایکم یتحیر. (وفی روایت) یتصدق.

یعنی یہ شخص تاخیر کی وجہ سے جماعت کے ثواب کا مستحق تو نہیں تھا لیکن جیسے کسی کو صدقہ دیکر اس پر احسان کیا جاتا ہے ایسے ہی کوئی شخص اس کے ساتھ شریک ہو کر اس پر جماعت کے ثواب کا صدقہ اور احسان کر دے۔

نیز اگر جماعت ثانیہ پسندیدہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک کچھ اس طرح ہوتا جب جماعت سے پیچھے رہ جاؤ تو دوسری جماعت کر لیا کرو یا کوئی اور ایسا کلمہ ہوتا جس سے جماعت ثانیہ کی پسندیدگی ظاہر ہوتی لیکن یہاں تو اس کے ہم معنی کوئی لفظ بھی نہیں فرمایا بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تم میں سے کوئی ایک اس پر صدقہ کرے گویا زیادہ کی شرکت بھی ناپسند تھی اور صحابہ کرام نے بھی اس بات کو سمجھا اور ان میں سے صرف ایک ہی شخص نے شرکت کی ورنہ سب دوڑ پڑتے۔

### دلیل نمبر 2:

جاء انس بن مالک الی مسجد قد صلی فیہ فاذا نوا قام وصلی جماعۃ. (بخاری ج 1 ص 89 باب فضل صلوۃ الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کی غرض سے ایک مسجد میں تشریف لائے، وہاں نماز ہو چکی تھی، آپ کے اذان و اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

### جواب نمبر 1:

یہ حدیث متنازعہ ہے لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی کی روایت میں مسجد بنی رفاعۃ کا ذکر ہے اور مسند ابی یعلیٰ موصلی کی روایت میں مسجد بنی ثعلبہ،، کا ذکر ہے نیز مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا امامت کیلئے مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا ذکر ہے اور بیہقی کی روایت میں کہ انہوں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تفصیل ملاحظہ فرمائیں سنن کبریٰ بیہقی کی روایت:

عن الجعدابی عثمان الیشکری قال صلینا الغدۃ فی مسجد بنی رفاعۃ جلسنا فجاہ انس بن مالک فی نحو من عشرين من فتیانہ فقال اصلیتم؟ قلنا نعم فامر بعض فتیانہ فاذا نوا قام ثم تقدم فصلی بہم. (ج 3 ص 70 باب الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان یشکری فرماتے ہیں: ہم مسجد بنو رفاعہ میں صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیس نوجوانوں کے ساتھ حاضر ہوئے، فرمانے لگے: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں!! تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا، اس نے اذان و اقامت کہی، پھر آپ آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ مسند ابی یعلیٰ کی روایت:

عن الجعدابی عثمان قال مر بنا انس بن مالک فی مسجد بنی ثعلبہ فقال اصلیتم؟ قال قلنا نعم، وذاک صلوۃ الصبح، فامر رجلا فاذا نوا قام ثم صلی باصحابہ. (مسند ابی یعلیٰ ص 812 رقم الحدیث 4354 تذکرۃ سعید بن سنان)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد بنی ثعلبہ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے ہاں میں جواب دیا اور یہ صبح کی نماز تھی۔ چنانچہ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اذان و

اقامت کہی، پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

:مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت

. عن الیحي قال جاءنا انس بن مالك وقد صلينا الغداة فاقام الصلوة ثم صلى بهم فقام وسطهم  
(ج 54 باب في القوم يجيئون الى المسجد وقد صلى فيه)

ترجمہ: حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان کو نماز پڑھائی۔

## جواب نمبر 2:

اس حدیث میں جس مسجد کا ذکر ہے اس میں یہ احتمال غالب ہے کہ یہ مسجد طریق تھی، اس احتمال پر کئی قرینہ جات ہیں

مسجد بنی ثعلبہ اور مسجد بنی رفاعہ عہد نبوت میں معروف مساجد میں سے نہیں قرینہ نمبر 1: تھی علامہ عینی اور علامہ سمہودی کی تحقیق کے مطابق عہد نبوت میں چالیس مساجد کا تذکرہ آتا ہے ان چالیس میں نہ مسجد بنی ثعلبہ کا ذکر ہے اور نہ ہی مسجد بنی رفاعہ کا ذکر ہے لہذا غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسجد طریق تھی اور مسجد طریق میں جماعت ثانیہ پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ بیس افراد کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے۔ فجاء قرینہ نمبر 2: انس بن مالک فی نحو من عشرين من فتیانہ۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج 3 ص 70 باب الجماعة فی مسجد قدصلی فیہ)

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے ہوں گے اور مسجد طریق میں آپ نے جماعت کروائی ہو کیونکہ مسجد محلہ میں بیک وقت بیس آدمی جماعت سے رہ جائیں اور زمانہ بھی خیر القرون کا ہو سمجھ میں نہیں آتا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد طریق تھی۔

اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے باقاعدہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت قرینہ نمبر 3: کروائی تھی اور مسجد محلہ میں اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ لہذا اس سے بھی یہی معلوم و ثابت ہوا کہ یہ مسجد محلہ نہ تھی بلکہ مسجد طریق تھی۔

## دلیل نمبر 3:

. عن سلمة ابن كهيل ان ابن مسعود دخل المسجد وقد صلوا فجمع بعلقمه ومسروق والاسود  
(مصنف ابن ابی شیبہ ج 54 ص 54 رقم الحدیث 7182)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن کھیل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود کے ساتھ جماعت کروائی۔

## جواب نمبر 1:

اس روایت سے بھی جماعت ثانیہ کے جواز پر استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود بھی مفترض تھے بلکہ الفاظ روایت ”ان ابن مسعود دخل“ سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ حضرات نماز پڑھ چکے تھے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود کی نماز رہ گئی تھی چنانچہ یہ صورت بھی متنفل کی مفترض کے پیچھے اقتداء والی بنتی ہے جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ مفترض کی اقتداء مفترض کے پیچھے ہو اور وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتی، لہذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

## جواب نمبر 2:

یہ حدیث موقوف ہے اور غیر مقلدین کا ضابطہ ہے کہ موقوفات صحابہ حجت نہیں ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں

1: افعال الصحابة رضی اللہ عنہم لا تنتهض للاحتجاج بها۔ (فتاویٰ نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص 58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص 101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الابلہ: ج 1 ص 28)



---

4. آثار صحابہ سے حجیت فائز نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص 80).

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔  
(عرف الجادی: ص 80)

6: موقوفات صحابہ حجیت نہیں۔ (بدورالابلہ: ص 129)